U52645 Date- 23-12-09

Title – DOOSRI BUNIYAADI CONFERENCE, JAMIA NAGAR DEHLI; KHUTBA.

Creator – Zakir Hussain.

Publisher – Lateefi Press (Delhi).

Date – 1941

Pages – 15

Subjects – Taleem – Khutaabat
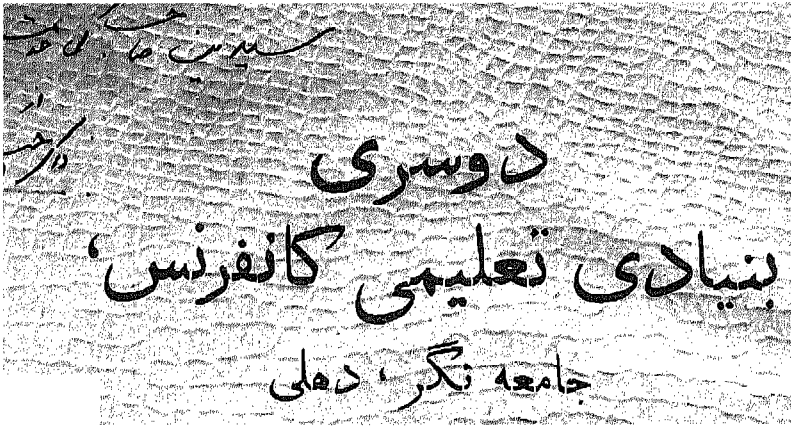
خطبہ

از

ڈاکٹر ذاکر حسین
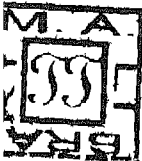
:o:

١١ اپریل ١٩٤١ ع

بسم اللہ

جناب امیر جامعہ، راجن بابو، بھائیو اور بہنو۔

آج بنیادی تعلیم کی دوسری کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔ ہمارے بلاوے پر آپ سب لوگ دور اور نزدیک سے سفر کی تکلیفیں اٹھا کر، کاموں کا ہرج کرکے، اس میں شریک ہوئے آئے ہیں۔ ہم آسانی سے آپکا شکریہ ادا نہیں کرسکتے۔ مگر یقین جانئے کہ ہم دل سے آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہمیں بڑی امید ہے کہ اپنی اپنی بات سنا کر اور دوسروں کی سنکر، اپنی کامیابیوں سے اوروں کی ہمت بڑھا کر اور اپنی ناکامیوں سے دوسروں کو ہوشیار کرکے، آپ اپنے یہاں ملنے سے ملک کو صحیح بنیادی تعلیم کی راہ پر ایک قدم اور آگے بڑھا سکینگے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پہلی بنیادی تعلیمی کانفرنس کو ایک مالدار صوبہ کی حکومت نے بلایا تھا۔ آج آپ ایک غریب قومی ادارے کے بلاوے پر یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آپ کو اگر رہنے سہنے اور کھانے پینے کا ویسا آرام نہ ہو تو ہمیں معاف کردیجئے اور یقین جانئے کہ آپ کے آرام میں اگر کوئی کمی ہے تو اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم آرام دینا نہیں چاہتے بلکہ شاید اس وجہ سے ہو کہ ہمارے پاس اسکا پورا سامان نہیں ہے۔ اور مجھے تو یقین ہے کہ آپ ان چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کو دھیان میں بھی نہ لائینگے۔ لیکن پہلی اور دوسری کانفرنس کے اس فرق سے دھیان

اس طرف ضرور جاتا ھے کہ بنیادی تعلیم کا کام ھے کس کا کام، حکومت کا یا نجی آدمیوں اور اداروں کا ؟ میں چاھتا ھوں کہ ھم سب اس بات کو اچھی طرح سوچیں - جیسا کہ آپکو معلوم ھے بنیادی تعلیم کی تجویز نجی آدمیوں نے بنائی تھی - اگر کوئی حکومت ان کی تجویز کو نہ اپناتی تب بھی شاید یہ لوگ تعلیم کے جس انداز کو ٹھیک سمجھتے تھے اسکو کہیں نہ کہیں موقع پا کر چلاتے اور اپنے تجربہ سے اوروں کو شاید کوئی نئی راہ دکھا سکتے - یا جیسے بہت سی خیالی تجویزیں بنائی جاتی ھیں یہ تجویز بھی بنائی جاتی اور ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں کہیں کہیں کسی کتب‌خانہ میں ملا کرتی - لیکن میں آپ سب سے پوچھتا ھوں کہ کیا آپ کے خیال میں یہ پہلی اور دوسری صورت ایک سی ممکن تھی - میں تو سمجھتا ھوں کہ یہ تجویز بنی ھی اس لئے تھی کہ بنانے والوں کے نزدیک ھمارے ملک میں ایک اچھی ریاست کے بننے کا وقت قریب آ گیا تھا - اگر وہ ریاست بن جائے تو وہ اس کام کو سنبھالے - وہ نہ بنے تو تعلیمی کام کرنے والوں کا فرض ھے کہ وہ اسے چلائیں اور اسکو چلاکر سچی اور اچھی ریاست کے آنے کا وقت نزدیک لے آئیں - اس تجویز کے بنانے والوں کو ضرور معلوم ھوگا کہ اچھی ریاست کا بننا کھیل نہیں - بنتے بنتے بنتی ھے - اس لئے شاید وہ پہلے ھی سے اسے ریاست کی مدد بغیر چلانے کے لئے بھی کمر کس چکے ھونگے - یہ تو بس ایک اتفاق کی بات تھی کہ اس تعلیمی تجویز کو کئی صوبوں کی حکومتوں نے تھوڑی بہت کتربیونت کے بعد ایک ھی وقت میں

مان لیا ' اور بغیر بہت تیاری کے اور کہیں کہیں تو ایسے لوگوں کے ہاتھوں جنہیں اس پر پورا بھروسہ نہ تھا ' اسے چلا بھی دیا - کہیں چھوٹے پیمانے پر ' کہیں بڑے پیمانے پر - اور آج بھی ان میں سے کئی جگہ تو یہ تجربہ پوری محنت سے چلایا جارہا ہے - کہیں کہیں ذرا بے دلی سے اسے ایسے گھسیٹ رہے ہیں جیسے بس کئے کی لاج ہو - اور ایک آدھ جگہ تو ۸-۱۰ مہینہ کے لمبے تجربہ کے بعد جیسے تھک کر یا پشیمان ہوکر اس سے توبہ بھی کرلی گئی ہے ! اسمیں تو شک نہیں کہ یہ حکومتیں اس تجویز کو نہ مان لیتیں تو اسپر جتنا تجربہ ہوا ہے وہ نہ ہو پاتا مگر ساتھ ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ حکومت کے باہر نجی لوگوں میں شاید اس سے اتنی خواہ مخواہ کی بیزاری بھی نہ ہوتی - صرف اس وجہ سے کہ بعض ایسی حکومتوں نے اسے چلایا جن سے یہ لوگ راضی نہ تھے وہ اس تجویز کو جانچنا اور ماننا تو کیا ایک نظر دیکھنا بھی نہیں چاہتے - یہ بھی ہوا کہ حکومت نے اسے حکم سے چلوایا اور کام کہیں کہیں تو ضرور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آیا جو خود یا تو اس تجویز کو سمجھے نہیں تھے یا کسی ایسی وجہ سے جس کا تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں وہ اسے پسند نہ کرتے تھے - گویا حکومت کے ہاتھ میں اس تجویز کے آنے سے اگر فائدہ ہوا تو نقصان بھی ضرور ہوا - پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟ کیا یہ کوشش کرنا چاہئے کہ اس کام کو حکومتوں ہی کے ہاتھ میں دیں یا یہ کہ غیر سرکاری قوتوں کو اسکی خدمت میں لگائیں ؟ میں اپنی رائے آپ کو بتادوں - میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی تعلیم کا

کام ریاست کا کام ہے - یہ اتنا بڑا اور اتنا پھیلا ہوا کام ہے کہ نجی کوششیں اسے سمیٹ نہیں سکتیں - لیکن اگر ریاست کسی ایک فرقہ یا ایک گروہ کی حکومت کا نام ہے تو یہ ایسی چلتی پھرتی چھاؤں ہے کہ تعلیم اس کے ہاتھ میں کبھی زیادہ دیر تک ٹھیک راستہ پر نہیں چل سکیگی - ہاں ریاست اگر سماجی زندگی کی اس تنظیم کو کہتے ہیں جسکی بنا عدل پر ہو، جو خود روز بروز اپنی اس بنیاد کو مضبوط کر کے اخلاقی ترقی کرتی جاتی ہو اور دن پر دن اپنے شہریوں کی کوشش سے، ہر گروہ اور ہر طبقہ کیا، ہر آدمی کی اخلاقی شخصیت کی پوری ترقی کا راستہ اس میں سہل سے سہل ہوتا جاتا ہو، تو پھر تعلیم ایسی ریاست کا سب سے ضروری کام ہے - اس لیے کہ خود اس کی اخلاقی ترقی اس کام سے ہوتی ہے - دنیا کی کوئی ریاست کامل بے عیب ریاست نہیں ہوسکتی - مگر بعض ریاستوں کی نیو اخلاق اور نیکی پر ہوتی ہے، بعض کی نہیں ہوتی - بعض اخلاقی بہتری کی طرف چلتی ہیں، بعض نہیں چلتیں - بعض عدل کے قریب ہونا چاہتی ہیں، بعض نہیں چاہتیں - بعض میں سب کے لئے ترقی کی راہیں کھلی ہوتی ہیں، بعض میں کچھ کے لئے کھلتی ہیں اور کچھ کے لئے اور بند ہوتی جاتی ہیں - بنیادی تعلیم کا کام پہلی قسم کی ریاست کا کام ہے - دوسری قسم کی ریاست کے ہاتھ میں یہ نہ پہنچے تو اچھا - ہمارے ملک میں ابھی اس اخلاقی ریاست کا بننا باقی ہے - پھر جب تک وہ نہیں بنتی کیا ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں - نہیں - جس طرح آزاد اور اچھے آدمیوں کا یہ فرض ہے

کہ وہ جلد سے جلد اپنی سماجی زندگی کی بنیاد ایسی اخلاقی ریاست پر رکھیں جیسی کہ میں نے ابھی بیان کی ' ویسے ھی ہر سچے تعلیمی کام کرنے والے کا فرض ھے کہ وہ ایسی ریاست کے بننے میں اپنے کام سے مدد دے ۔ اسمیں شک نہیں کہ اس کا کام اس ریاست میں بہت کٹھن ھوگا ۔ لیکن اس وجہ سے اسے چھوڑا تو نہیں جاسکتا ۔ ھاں یہ ضرور جاننا چاھئے کہ کھودنا بہت ھوگا اور پانی بہت کم نکلیگا ۔ مگر کیا عجب ھے کہ اس محنت ھی سے لوگوں کا دھیان کچھ پلٹے اور ھمارے ملک میں وہ ریاست وجود میں آجائے جو ھمارے دھیمے کام کو بس ایک ھی ھلہ میں کہیں سے کہیں پہنچادے ۔

اس وقت ھماری خوش قسمتی سے بابو راجندر پرشاد جی یہاں موجود ھیں اور ھماری کانفرنس کا ابھی چند منٹ میں افتتاح فرمائیں گے ۔ میں ان کی معرفت تعلیمی کام کرنے والوں کی یہ التجا اپنے ملک کے سب سیاسی رھنماؤں کی خدمت میں پہنچانا چاھتا ھوں کہ خدا کے لئے اس ملک کی سیاست کو سدھارئیے ۔ اور جلد سے جلد ایسی ریاست کی طرح ڈالئے جس میں قوم قوم پر بھروسہ کر سکے ' کمزور کو زور آور کا ڈر نہ ھو ' غریب امیر کی ٹھوکر سے بچا رھے ۔ جس میں تمدن تمدن امن کے ساتھ پہلو بہ پہلو پھل پھول سکیں اور ھر ایک سے دوسرے کی خوبیاں اجاگر ھوں ۔ جہاں ھر ایک وہ بن سکے جس کے بننے کی اس میں صلاحیت ھے اور وہ بن کر اپنی ساری قوت کو اپنی سماج کا چاکر جانے ۔ میں جانتا ھوں کہ ان باتوں

کا کہہ دینا سہل ہے اور کرنا کسی ایک آدمی کے بس کی بات
نہیں ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آج یہ بات ہمارے سیاسی رہنماؤں
کے ہاتھ میں اتنی ہے جتنی کہ پہلے کبھی نہ تھی کہ کچھ
سمجھ کر کچھ سمجھا کر ، کچھ مان کر کچھ منوا کر ، ایسی ریاست
کی نیو رکھ دیں ۔ جب تک یہ نہیں ہوتا ہم تعلیمی کام کرنے
والوں کا حال قابل رحم ہے ۔ ہم کب تک اس سیاسی ریگستان میں
ہل چلائیں ؟ کب تک شبہ اور بدگمانی کی دھویں میں تعلیم کو
دم گھٹ گھٹ کر سسکتے دیکھیں ؟ کب تک ہم اس ڈر سے تھراتے
رہیں کہ ہماری عمر بھر کی محنت اور عمر بھر کی محبت کو
کوئی ایک سیاسی حماقت ، کوئی ایک سیاسی ضد ، بھسم کر دے گی ؟
ہمارا کام بھی کوئی پھولوں کی سیج تو ہے نہیں اس میں
بھی بہت مایوسیاں ہوتی ہیں اور اکثر دل ٹوٹتا ہے ، پھر جب
ہمارے قدم ڈگمگائیں تو ہم کہاں سہارا ڈھونڈیں ؟ کیا اسی
سماج میں جس میں بھائی بھائی یکدل نظر نہیں آتے ، کوئی قدر
آخری قدر نہیں معلوم ہوتی ، جسمیں کوئی گیت نہیں جو سب
ملکر گائیں ، کوئی تہوار نہیں جو سب ملکر منائیں ، کوئی
شادی نہیں جسے سب ملکر رچائیں ، کوئی دکھ نہیں جسے سب
بٹائیں ۔ ہماری یہ مشکل دور کیجئے ۔ اب بھی بہت دیر ہوچکی
ہے ، اور دیر نہ جانے کیا دن دکھائے ۔

بھائیو اور بہنو ۔ میں نے راجن بابو کے یہاں ہونے سے فائدہ
اٹھا کر یہ جو باتیں کہیں وہ میں جانتا ہوں کہ آپ سب کے دل کی
گونج ہیں ۔ لیکن اگر راجن بابو کچھ نہ کریں ، یعنی سیاسی رہنما

کچھ نہ کریں یا نہ کرسکیں تو کیا ہمیں تھک کر بیٹھ جانا چاہئیے ؟ ہوسکتا ہے کہ تھکاوٹ ہم میں اتنا دم ہی نہ چھوڑے کہ ہم کچھ کرسکیں مگر جب تک ایسا نہیں ہے اس بات کا خیال بھی اچھا نہیں لگتا ۔ اگر ہم کو بھروسہ ہے کہ بنیادی تعلیم کا کام ہماری قوم کے لئے ایک ضروری کام ہے تو ہمیں بیٹھے بیٹھے سیاست کا منہ تکنا نہ چاہئیے کہ جب یہ درست ہوجائے اور جب ایسی ریاست بن جائے جو اپنے کندھوں پر سب شہریوں کی تعلیم کا بوجھ اٹھا سکے تو اس وقت ہم بھی اس کی مدد کرینگے ۔ نہیں ۔ اگر ہم آج ہی سے اس اچھے کام میں لگے نہ رہینگے تو شاید اس وقت بھی اپنی بے سمجھی اور نا تجربہ کاری سے کام کو بگاڑینگے ۔ اچھی سے اچھی ریاست بھی تو اپنے ایک اشارہ سے وہ چشمے نہیں بہا سکتی جسکے سوت پہلے سے رستے نہ ہوں ۔ اس لئے اس کام کو تو چلانا ہی ہے ۔ اور اس طرح چلانا ہے کہ جب کوئی حکومت بنیادی تعلیم کے کام کو ہاتھ میں لینا چاہے تو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ ہم جانتے نہیں کہ یہ کام کیسے ہوگا اور ہوبھی سکیگا یا نہیں ۔ اور یہی نہیں جب حکومتیں اس کام کو سنبھال لیں اور اسے ہماری منشاء کے موافق ہی چلائیں تو کیا اس وقت ہمارا کام ختم ہوجائیگا ؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ نہیں ۔ کوئی ریاست ایسی نہیں ہوتی کہ اس میں ترقی کی ضرورت نہ ہو ۔ ہر اچھی ریاست ۔ اگر سچائی اور نیکی پر اسکی بنا ہے ۔ اچھی سے اور اچھی ہوتی جاتی ہے ۔ آدمی کے اداروں کا یہی حال ہے، آگے بڑھتے ہیں نہیں تو پیچھے ہٹنا ہوتا ہے ۔ اچھی ریاست ہوتی ہی وہ ہے کہ جسکے شہری اپنی زندگیوں

سے اسے برابر بہتر بناتے جائیں - اسلئے اگر ریاست نے بنیادی تعلیم
کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تب بھی اچھے ' سمجھدار ' اور تعلیم
کے کام سے لگاؤ رکھنے والوں کی ایک فوج کی فوج اس تعلیم کو
بہتر بنانے میں حکومت کے مدرسوں کے باہر بھی لگی ہوگی - وہ
ایسے تجربے کرسکینگے جو حکومت شاید اپنے کام کے پھیلاؤ کی
وجہ سے نہ کرسکے اور وہ اپنے تجربوں سے ' انکی کامیابیوں سے اور
انکی ناکامیوں سے ' حکومت کے پھیلے ہوئے تعلیمی کام کو نئی راہیں
دکھا سکینگے - مختصر یہ کہ غیر سرکاری لوگوں پر کام کا بوجھ آج
بھی ہے اور کل بھی رہیگا - سیاسی ادل بدل ہوتے رہینگے ' مگر
بنیادی تعلیم کا کام چلیگا - کبھی حکومت کے ہاتھوں ' کبھی
حکومت کی مدد کے بغیر - بنیادی تعلیم کی تجویز میں جو
چیزیں بنیادی ہیں انہیں اب ہماری قوم ' جہاں تک میں سمجھتا
ہوں ' ہاتھ سے نہیں دیگی - پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کبھی
ہمارے ملک میں ایسی حکومت ہوگی جو سب کی بھلائی یکساں
چاہیگی ' جو امیر غریب ' ہندو مسلمان ' ہندوستانی ' غیر ہندوستانی '
میں فرق نہ کریگی اور جو سب کی رضامندی سے اور
سب کی بھلائی کے لئے ہوگی تو وہ اپنے سب لڑکوں لڑکیوں کے
لئے کم سے کم ۷ سال کی مفت تعلیم کا انتظام کریگی اور اسے
لازمی بنائیگی - میں نے ۷ سال کم سے کم کہا - اس ریاست کے
وسائل بڑھیں گے تو شاید وہ اس مدت کو بڑھائے گی - لیکن اب
کسی ذمہوار حکومت میں ' اپر پرائمری اور لوئر پرائمری ' اور
ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے ناموں کے چکر میں آکر قوم کبھی

۷ سال سے کم مدت کی مفت اور لازمی تعلیم پر راضی نہ ہوگی۔ دوسری بات جو اسی طرح آخری طور پر طے سمجھنی چاہئے یہ ہے کہ یہ سات سال کی تعلیم مادری زبان میں ہوگی - تیسری بات جو میری رائے میں انہیں دو کی طرح کبھی ہاتھ سے نہ دی جائیگی وہ یہ ہے کہ تعلیم کے ان سات سال میں کام کو بیچ کی جگہ دی جائیگی اور جہاں تک ہوسکیگا اسی کے ذریعہ اور سکھانے اور بتانے کی چیزیں سکھائی اور بتائی جائینگی - اس تیسری بنیادی بات کا بھی میرے علم میں تو کوئی دل سے مخالف ہے نہیں - مگر یہ ذرا نئی سی بات ہے اسلئے اسکے سمجھنے میں خود بنیادی تعلیم کا کام کرنے والوں کو بھی دقت ہوتی ہے - آپ اجازت دیں تو میں اس وقت تھوڑے سے لفظوں میں اپنا خیال بتاؤں کہ تعلیمی کام کے معنی کیا ہیں - اور ہم جو کتابوں کے مدرسوں کو کام کے مدرسوں میں بدلنا چاہتے ہیں تو کام سے کیا مطلب لیتے ہیں، کیا مطلب لینا چاہئے ؟

کام کو تعلیم میں داخل کرنے کا چرچا آج سے نہیں بہت دنوں سے ہے - مگر جتنے منہ اتنی باتیں - کوئی کہتا ہے کام کو اصول کے طور پر مانو، اسے مضمون نہ بناؤ - کوئی کہتا ہے اسے ایک مضمون بنادو، اسے ایک گھنٹہ دے دو، مگر اور سب کام جوں کا توں رہنے دو - کوئی کہتا ہے کام ایسا ہو کہ کچھ دام بھی ہاتھ آئیں - کوئی کہتا ہے حرکت میں برکت ہے، بچوں کو ذرا ہاتھ پیر چلانے کا موقع دو چاہے کچھ بنے یا نہ بنے یہ کوئی مزدوروں کا کام تھوڑے ہی ہے یہ تو تخلیقی Creative کام ہے!

میں ان لوگوں میں سے کسی سے جھگڑا مول نہیں لیتا ۔ صرف
اپنا خیال ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ جب ہم
تعلیم کے سلسلہ میں کام کا ذکر کریں تو ہمیں وہی کام دھیان
میں رکھنا چاہئے جس سے سچ مچ تعلیم ہو، ذہن کی تربیت ہو، آدمی
اچھا آدمی بنے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آدمی کا ذہن اپنے کئے کو
پرکھ کر، اسکے اچھے برے پر نظر کرکے ترقی کرتا ہے ۔ اور آدمی
جب کچھ بناتا ہے یا کوئی کام کرتا ہے، چاہے یہ کام ہاتھ کا ہو
چاہے دماغ کا، تو اس کام سے اسے ذہنی تعلیمی فائدہ اسی وقت
پہنچ سکتا ہے جب وہ اس کام کا پورا پورا حق ادا کرے ۔
اس کام کے لئے اپنے کو ذرا تجے، اپنے اوپر ذرا غلبہ پائے ۔
کام سے تعلیمی فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو اس کام کا حق ادا
کرنے میں اس کام کے ڈسپلن کو اپنے اوپر اوڑھ لے ۔ اسلئے ہر
کام تعلیمی کام نہیں ہوتا ۔ کام تعلیمی جب ہی ہوسکتا ہے
کہ اسکے شروع میں ذہن کچھ تیاری کرے ۔ جس کام میں
ذہن کو دخل نہ ہو وہ کام مردہ مشین بھی کرسکتی ہے اور
اس سے ذہن کی تعلیم یا تربیت نہیں ہوتی ۔ کام سے پہلے کام
کا نقشہ، کام کا خاکہ، ذہن میں بنانا ضروری ہے ۔ پھر دوسرا قدم
بھی ذہنی ہوتا ہے ۔ یعنی اس نقشہ کو پورا کرنے کے ذریعے
سوچنا ۔ ان میں سے کسی کو لینا، کسی کو چھوڑ دینا ۔ تیسرا قدم
ہوتا ہے کام کو ان چنے ہوئے ذریعوں سے کرڈالنا ۔ اور چوتھا
قدم ہے کئے ہوئے کو پرکھنا کہ جو جو نقشہ بنایا تھا، جو
کرنا چاہا تھا وہی کیا اور جس طرح کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی

طرح کیا یا نہیں اور نتیجہ اس قابل ہے یا نہیں کہ اسے کیا جاتا۔ یہ چار منزلیں نہ ہوں تو تعلیمی کام ہو ہی نہ سکیگا۔ لیکن اگر یہ چاروں ہوں بھی تب بھی ہر کام تعلیمی نہیں ہوجاتا۔ ہر ایسے کام سے کچھ ہنرمندی ضرور پیدا ہوجاتی ہے چاہے ہاتھوں کی ہنرمندی ہو، چاہے ذہن کی، چاہے زبان کی، لیکن ہنرمندی تعلیم نہیں ہے۔ تعلیم پائے ہوئے آدمی کی جو تصویر ہم سب کے سامنے آتی ہے اس میں خالی ہنرمندی کا رنگ نہیں ہوتا۔ ہنرمند چور بھی ہوتے ہیں۔ ہنرمند دھوکے بھی دیتے ہیں۔ ہنرمند سچ کو جھوٹ بھی کردکھاتے ہیں۔ ایسی ہنرمندی تو تعلیم کا مقصد نہیں ہوسکتی۔ تعلیم کا ذریعہ تو وہی کام ہوسکتا ہے جو کسی ایسی قدر کی خدمت میں کیا جائے جو ہماری خود غرضی سے پرے ہو اور جسے ہم مانتے ہوں۔ جو اپنی ہی غرض کا کام کرتا ہے وہ ہنرمند ضرور ہو جاتا ہے مگر تعلیم یافتہ نہیں ہوتا۔ جو قدروں کی خدمت کرتا ہے وہ تعلیم پا جاتا ہے۔ قدر کی سیوا میں آدمی کام کا حق ادا کرتا ہے اپنا مزہ نہیں ڈھونڈتا۔ اس سے وہ آدمی بنتا ہے۔ اپنا اخلاق سنوارتا ہے۔ اسلئے کہ اخلاق اور ہے کیا اسکے سوا کہ جو قدریں ماننے کی ہیں ان کی سیوا میں آدمی اپنی خواہشوں اور لالچوں اور مزوں کو دبائے اور اس قدر کی پوری پوری سیوا کرے اور اس سیوا کا جو حق ہے وہ پورا پورا ادا کرے۔ کام کی یہ صفت ہاتھ کے کام میں بھی ہوسکتی ہے اور دماغ کے کام میں بھی۔ اور ہاتھ کا کام بھی اس سے خالی ہوسکتا ہے

اور دماغ کا کام بھی ۔ سچا کام کا مدرسہ وھی ھے جو بچوں میں کام سے پہلے سوچنے اور کام کے بعد جانچنے اور پرکھنے کی عادت ڈالے تاکہ کام سے اسکی عادت سی ھوجائے کہ جب کبھی کوئی کام کریں ، ھاتھ کا یا دماغ کا ، اسکا پورا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کریں ۔ کام کو تعلیم کا ذریعہ بنانے والوں کو ھر دم یاد رکھنا چاھئے کہ کام بے مقصد نہیں ھوتا ۔ کام ھر نتیجہ پر راضی نہیں ھوتا ۔ کام بس کچھ کر کے وقت کاٹ دینے کا نام نہیں ۔ کام خالی دل لگی نہیں ۔ کام کھیل نہیں ۔ کام کام ھے ۔ با مقصد محنت ھے ۔ کام دشمن کی طرح اپنا محاسبہ کرتا ھے ۔ پھر اس میں پورا اترتا ھے تو وہ خوشی دیتا ھے جو اور کہیں نہیں ملتی ۔ کام ریاضت ھے ۔ کام عبادت ھے ۔

لیکن ریاضت اور عبادت میں بھی تو لوگ خود غرض ھوجاتے ھیں ۔ اپنی جنت پکی کرلی دوسرے سے کیا مطلب ۔ کام کا سچا مدرسہ اگر صحیح تعلیم کی جگہ ھے تو کام کو کبھی اکیلے کی خود غرضی نہیں بننے دیتا ۔ بلکہ سارا مدرسہ کا مدرسہ ایک کام میں لگی ھوئی جماعت بن جاتا ھے ۔ جس میں سب مل کر کام کرتے ھیں اور سب کے کام ھی سے سب کام پورا ھوتا ھے ۔ سب سے سب کا کام نکلتا ھے اور سب کے کئے بغیر کام بگڑتا ھے ۔ کسی ایک کی غلطی سے سب کے کام کا ھرج ھوتا ھے ۔ کمزور کو پیچھے چھوڑ کر آگے چل دینا مشکل ھوتا ھے ۔ یوں مل جل کر کام کرنے میں کھوے کھوے سے چھلتا ھے تو وہ صفتیں پیدا ھوتی ھیں جن کی ھمارے ملک میں بڑی

کمی ہے یعنی آدمی کا آدمی سے نباہ کرسکنا اور ذمہ‌داری کا وہ احساس جس سے سماج کا ہر کام ہر ایک کا کام بن جاتا ہے ۔

اور پھر کام کا اچھا مدرسہ اس پر بھی راضی نہیں ہوجاتا کہ اسکے بچوں نے کام سے اپنی تربیت کرلی ، کام سے اسکے بچے ایک سماج سی بن گئے اور اسکے فرض اور ذمہ‌داریاں جاننے اور سمجھنے ہی نہیں بلکہ برتنے اور اٹھانے بھی لگے ۔ بلکہ کام کا اچھا مدرسہ اس مدرسہ کی سماج کو بھی کسی اونچی مقصد کا خادم بناتا ہے ۔ تاکہ کہیں یہ نہ ہو کہ بچے اکیلوں کی خود غرضی سے تو بچ جائیں مگر اس سے بچکر سماجی خود غرضی کے دلدل میں پھنس جائیں ۔ غرض کام کا مدرسہ اگر بن جائے تو وہ اپنے بچوں کو اس طرح کام کرنا سکھادیتا ہے جیسا کہ کام کا حق ہے ۔ ان کو مل جل کر کام کرنے کا موقع دیتا ہے اور ان میں یہ یقین پیدا کردیتا ہے کہ ان کا کام سماج کی خدمت ہے اور پھر اس سماج میں بھی اس بات کی لگن پیدا کردیتا ہے کہ آدمی کے خیال میں اچھی سے اچھی سماج کا جو نقشہ آسکتا ہے اس سے اسکی سماج روز نزدیک ہوتی جائے ۔ وہ اس بات کی بنیاد ڈالتا ہے کہ سماج میں ہر آدمی جو کوئی کام کرے ، اس کام کو اپنا سماجی منصب اور اخلاقی فرض جانے ، اور اپنے کاموں سے اور اپنی زندگی سے اپنی سماج کو اچھی سماج بنانے میں مدد دے ۔

اگر کبھی ہماری سماج اچھی سماج بن گئی تو وہ ایسے مدرسوں بغیر ایکدم بھی کیسے چین لیگی ۔ لیکن جب تک

پہلے ایسے مدرسے نہ ہونگے وہ سماج آسانی سے بن کیسے جائیگی۔ اسلئے جس سے بن پڑے ایسے مدرسے بنائے۔ میری درخواست صرف آپ سے نہیں ہے جو بنیادی تعلیم کے ساتھی ہیں۔ ان سے بھی ہے، اور دل سے ہے، جنھوں نے بنیادی تعلیم کی تجویز کو برا جانا ہے۔ میں ان سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بنیادی تعلیم اگر وہی چیز ہے جو میں نے ابھی بیان کی تو آپ اسکے مخالف کیسے ہوسکتے ہیں؟ ضرور ہے کہ کسی اور چیز نے آپ کو اسکا مخالف بنایا ہو۔ شاید آپ کو بنیادی تعلیم کے اس نصاب میں جو ایک نجی کمیٹی نے بنایا تھا کچھ باتیں نہ بھائی ہونگی۔ کچھ باتیں آپ کے نزدیک اسمیں کم ہونگی۔ کچھ ایسی ہونگی جنھیں آپ ناپسند کرتے ہونگے۔ مگر نصاب بنیادی تعلیم کی اسکیم نہیں ہے۔ نصاب اصول نہیں ہے۔ نصاب ایسا نہیں کہ بدلا نہ جاسکے۔ نصاب پیش کرتے وقت بھی ان نصاب بنانے والوں نے خود یہ کہہ دیا تھا کہ یہ امتحانی اور آزمائشی چیز ہے۔ اس پر آج تک کوئی آدھی درجن کمیٹیوں نے غور اور بحث کرکر کے کچھ کچھ گھٹایا بڑھایا ہے اور بہت کچھ مان لیا ہے۔ لیکن یہ ماننا بھی کوئی آخری بات نہیں ہے۔ ابھی دو دن بعد اسی کانفرنس میں اس نصاب پر بحث ہوگی اور نہ جانے اسکے کتنے عیب سامنے آئینگے۔ لیکن ان عیبوں کی وجہ سے تجویز کے بنیادی اصولوں کو تو، کہ میری رائے میں صحیح اور درست ہیں، چھوڑ نہ دینا چاہئے۔ اس میں تو چھوڑنے والے ہی کا نقصان ہے۔ ان اصولوں کو سامنے رکھکر دوسرا نصاب بنائیے۔ اسے کچھ مدرسوں میں

آزمائیے اور خود اپنے نتیجہ کو پرکھئے - اچھا ہوگا تو دوسرے بھی اس سے فائدہ اٹھائینگے اور اگر آپ غلطی پر ہونگے تو غلطی سمجھ میں آجائیگی - شاید آپ اس تجویز کو اس وجہ سے ناپسند کرتے ہوں کہ جنھوں نے اسے بنایا آپ کو وہ لوگ پسند نہیں - لیکن اچھی اور ٹھیک بات تو اچھوں کا کھویا ہوا مال ہیں جہاں بھی ہو وہ اسے اٹھالیتے ہیں - اس بات سے آپ کیوں اپنے فیصلہ پر اثر پڑنے دیں کہ پہلے یہ تجویز کس نے بنائی تھی اور کہاں بنائی اور کن لوگوں نے اسکو پہلے مانا ہے - ناموں کی نہ پرستش ہی کرنی چاہئیے، نہ ناموں سے یوں پھڑکنا چاہئیے -

مجھے معاف کیجئیے میں نے آپ کا بہت سا وقت لے لیا - میں دل سے آپ سب کا خیر مقدم کرتا ہوں - آپ کے سامنے تین دن خاصا محنت کا کام ہے - پھر ان تین دن کے بعد اور بھی محنت آپ کے لئے ہے - یعنی یہاں جو کچھ سوچا جائیگا اسے کرنا ہے - اگلے سال پھر اپنے کام کے نتیجوں کو پرکھنا ہوگا اور جس طرح ہم اپنے کام کے مدرسوں میں بچوں کو کام سے تعلیم دینا چاہتے ہیں اسی طرح خود اپنے کام سے اپنی تعلیم کا کام لینا ہوگا - خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے کو اپنے کام سے اس کا اچھا چاکر بنا سکیں - اس سے دعا ہے کہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے، ان لوگوں کی راہ جن پر اس نے انعام کیا اور ان کی راہ سے بچائے جو سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور جن سے وہ ناخوش ہوا -